۲۰/۱/۲۹ھ
۲۸ ـــــ ھ

۸۰/۳۸٤

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ زید مجدہ

مندرجہ ذیل مسائل کی تفصیلی وضاحت مطلوب ہے۔

۱:۔ نیوایئر نائٹ اور نیوایئر ڈے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ نئے عیسوی سال کی "مبارکباد" دینا اور دوست احباب کو "مبارکبادی" کے کارڈ بھیجنا کیسا ہے؟ اور اسی طرح اسلامی سال نو کی مبارکباد دینا اور مبارکبادی کے کارڈ اپنے دوست احباب کو روانہ کرنا کیسا ہے؟

۲:۔ کرسمس منانے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ مسلمانوں کا کرسمس کارڈ دوست احباب کو بھیجنا کیسا ہے؟ مسلم حکمران اور گورنمنٹ کے اعلیٰ عہدیداران کا (کرسچن عوام کو) کرسمس کی مبارکباد دینا از روئے شرع کیا حکم رکھتا ہے؟ اور برتھ ڈے (سالگرہ) منانے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

۳:۔ ویلنٹائن ڈے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اور ویلنٹائن منانے والوں کے لئے از روئے شرع کیا حکم ہے؟

۴:۔ اپریل فول کی تاریخی و شرعی حیثیت کیا ہے؟ اپریل فول کا سہارا لیتے ہوئے جو لوگ جھوٹ کا ارتکاب کرتے ہیں ان کے لئے از روئے شرع کیا حکم ہے؟ جو لوگ اپریل فول کا شکار ہوکر (صدمہ وغیرہ کی وجہ سے) اگر خدانخوستہ انتقال فرما جائیں تو ان کا شرعی حکم کیا ہے؟ کیا وہ شہید کے زمرے میں آتے ہیں؟ جن افراد کے جھوٹ کے سبب حادثہ پیش آیا ان کی از روئے شرع کیا سزا ہے؟

۵:۔ بسنت کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ جو افراد بسنت مناتے ہیں ان کے لئے از روئے شرع کیا حکم ہے؟ بسنت پر پتنگ اڑانے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ جو افراد پتنگ اڑاتے، اور بسنت مناتے ہوئے (چھت وغیرہ سے گر کر) انتقال کر جائیں ان کا از روئے شرع کیا حکم ہے؟ اسی طرح جو افراد پتنگ کی ڈور کا شکار ہوکر (گردن پر ڈور پھر جانے یا کرنٹ وغیرہ یا کسی بھی حادثہ کی بناء پر) انتقال کر جائیں ان کا از روئے شرع کیا حکم ہے؟ کیا وہ لوگ شہید کے زمرے میں آتے ہیں؟ اور جن افراد کی لاپرواہی کے سبب یہ حادثہ پیش آیا ہے از روئے شرع (اس وقت) ان کی کیا سزا ہے؟ جو لوگ اس (بسنت) کی سرپرستی کرتے ہیں ان کا شرعی حکم کیا ہے؟ گورنمنٹ کو اس موقع پر کیا فرائض انجام دینا چاہئیں؟

ازراہ کرم تفصیلی جوابات مع حوالہ جات تحریر فرما کر ممنون و مشکور فرمائیں، عین نوازش ہوگی۔

بینوا و توجروا

العارض:۔ محمد عابد قریشی

جہانگیر روڈ کراچی، 0321,2069296

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

الجواب حامدًا ومصلیًا:

انسان کی طبیعت ہے کہ وہ معمولات کی یکسانیت سے کبھی کبھی گھبرا اٹھتا ہے، اور ایسے دنوں کی ضرورت محسوس کرتا ہے جس میں وہ روزمرّہ کی مصروفیات سے ہٹ کر کھلے ذہن کے ساتھ اپنا کچھ وقت گزار سکے، اسی لئے ہر قوم وملّت میں جشنِ مسرت منانے کیلئے کچھ ایام مقرر ہوتے ہیں، جنہیں عرفِ عام میں تہوار کہا جاتا ہے، ہر قوم کا مزاج تہوار منانے میں الگ ہوسکتا ہے، لیکن ایک بات سب میں مشترک طور پر پائی جاتی ہے، وہ ہے "خوشی منانا"۔

Scanned by CamScanner

دنیا میں جتنے بھی تہوار منائے جاتے ہیں، ان میں مذہبی اعتقادات ضرور شامل ہوتے ہیں، خود اسلامی تہوار میں بھی مذہبی عنصر کو بہت اہمیت حاصل ہے، البتہ اسلام نے دوسری اقوام کے تہواروں کی طرح اپنے اجتماعی خوشی کے ایام کو کسی اہم تاریخی واقعہ یا موسم کے ساتھ نہیں جوڑا، بلکہ حال ہی میں انجام دی جانے والی عبادت کے ساتھ مربوط کر دیا ہے، تاکہ اس سے یہ سبق حاصل ہو کہ اصل خوشی منانے کا حق تو ان کاموں پر پہنچتا ہے جو کہ حال ہی میں تم نے انجام دیئے ہیں، محض ان کارناموں پر نہیں جو تمہارے آباء و اجداد نے انجام دیئے تھے۔

اسلام میں جشن یا تہوار کے دن صرف دو ہیں: عیدالفطر اور عیدالأضحی، یہ دو دن ایسے مواقع پر آتے ہیں کہ پوری امت ایک ایسی اجتماعی عبادت کی تکمیل سے فارغ ہوتی ہے جو سال میں ایک بار انجام دی جاتی ہے۔

عیدالفطر رمضان کے تربیتی دور کے بعد آتی ہے، جو روزے جیسی اہم عبادت کی تکمیل پر احساسِ تشکر کے اظہار کیلئے منائی جاتی ہے، اور عیدالأضحی حج کے مبارک ایام کے بعد قربانی کیلئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ آئے تو اہلِ مدینہ کے ہاں دو دن مقرر تھے، جس میں وہ کھیلتے اور خوشیاں مناتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ایام کے بارے میں دریافت فرمایا، عرض کیا گیا کہ ہم جاہلیت کے زمانے سے یہ دن مناتے چلے آرہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے تم کو اس کے بدلہ اس سے بہتر دو دن عطا کئے ہیں: "عیدالفطر اور عیدالأضحی"۔ (مسند احمد: ۳/۲۵۰، ۱۳۲۱۰)

مذکورہ فرمانِ رسالت سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام میں غیر مسلم اقوام کے تہواروں کو اپنانے کی کوئی گنجائش نہیں ہے، کیونکہ اسلام اپنے ماننے والوں کو ہر وقت اپنے خالق کی اطاعت میں دیکھنا چاہتا ہے، وہ انسان پر یہ واضح کرتا ہے کہ یہ وسیع ترکائنات اور خود انسان کا وجود کھیل کود اور دل لگی کے لئے نہیں، کہ اسے بے کار تقریبات و تفریحات اور کھیل کود میں ضائع کر دیا جائے۔

غیروں کے تہوار منانے کی کوئی سبیل ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اہلِ مدینہ سے فرما دیتے کہ تم اس کے خراب امور ترک کر دو، اور ان کی اصلاح کر کے مناؤ، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلی طور ان سے نفرت کا اظہار کر کے منع فرما دیا، اور صرف دو اسلامی تہوار منانے ہی کی اجازت عنایت فرمائی۔

غیروں کی نقالی سے کیوں منع کیا گیا؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری قوموں کی عادات، رسم ورواج، طور طریقے اور مذہبی شعار اپنانے کو دائرہ اسلام سے نکل کر انہی کے مذہب کے دائرے میں داخل ہونے کے مترادف قرار دیا ہے، جیسا کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

"من تشبہ بقوم فھو منھم" (أخرجہ أبو داود في باب لبس الشھرۃ برقم: ٤٠٣١)

"جو شخص جس قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ انہی میں سے ہے"

کفار کے عقائد وعبادات اور اُن عادات واطوار میں مشابہت جو کہ اُن کی پہچان ہیں کسی طور پر بھی جائز نہیں، اس کا نتیجہ بعض مرتبہ یہ نکلتا ہے کہ ایمان جیسی عظیم اور لازوال نعمت چھن جاتی ہے۔

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے "اقتضاء الصراط المستقیم" میں غیروں کی نقالی کے ممنوع ہونے کی بہت ساری وجوہات ذکر کی ہیں، اور اس پر تفصیلی کلام کیا ہے، کچھ تبدیلی کے ساتھ ان میں سے چند ایک کا یہاں ذکر کر دینا مناسب ہے:

» کفار کی نقل اور پیروی کرنے سے آدمی خود بخود صراطِ مستقیم کی پیروی سے ہٹ جاتا ہے۔

» ان کی پیروی کرنے سے اُن کے قول وعمل سے ہم آہنگی اور قلبی موانست ومحبت پیدا ہوجاتی ہے، جو سراسر ایمان کے منافی ہے۔

» کفار کی مشابہت پر جمے رہنے سے خود شریعتِ مطہرۃ سے نفرت پیدا ہوجاتی ہے، اور ایمان کمزور سے کمزور تر ہوتا چلا جاتا ہے۔

» اُن کی بُری عادات وصفات بھی اچھی لگنے لگتی ہیں، اور آوارگی، بے حیائی اور جنسی بے راہ روی عام ہوجاتی ہے۔

» مسلمانوں کی اس نقالی کو دیکھ کر کفار دلی خوشی محسوس کرتے ہیں، اور اپنے کفر پر مضبوط سے مضبوط تر ہوتے چلے جاتے ہیں۔

» کفار کے اعمال، عقائد، رسم ورواج اور جشن وتہوار سب کے سب برائیوں کا مجموعہ اور بھلائیوں سے یکسر خالی ہیں۔

لہٰذا عقائد وعبادات اور جشن وتہوار میں غیر مسلم اقوام کی نقالی ناجائز وحرام ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شرعی عیدیں صرف دو قرار دی ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: "اللہ کے دشمنوں سے ان کی عیدوں (تہواروں) میں اجتناب کرو"۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا قول ہے: "جس نے مشرکین کے ملک میں گھر بنایا، ان کے "نوروز ومہرجان" (تہواروں) کے جشن منائے اور اسی حالت میں موت آگئی تو قیامت کے روز انہی میں سے اٹھایا جائے گا"۔ (اقتضاء الصراط المستقیم: ص ٢١٢)۔

مندرجہ بالا تفصیل سے واضح ہوگیا کہ سوال میں ذکر کردہ جدید رسومات اُن کے دیگر مفاسدِ کثیرہ سے قطع نظر غیر اسلامی تہوار ورسومات ہیں، جو ان کو منائے گا تو وہ

Scanned by CamScanner

اسلام سے نکلنے کی سعی مذموم کا ارتکاب کرے گا۔

مذکورہ تمہید کے بعد اب ان رسومات کا قدرے تفصیل سے ذکر کرتے ہیں، ہم ان کی حقیقت کی بھی کچھ وضاحت کریں گے، تاکہ شرعاً، عقلاً اور عرفاً ان کی خوب قباحت ظاہر ہو جائے:

۱۔ ہیپی نیو ائیر

تاریخ میں نئے سال کا استقبال مختلف تاریخوں میں ہوتا رہا ہے، برطانیہ اور امریکہ میں سترہویں صدی میں جنوری سے شروع ہونے والے کلنڈر کو اختیار کیا گیا، چنانچہ جنوری کے پہلے دن کو نئے سال کے طور پر منایا جانے لگا، یہودی لوگ مخصوص کھانے پکانے کے ساتھ مذہبی تقریبات منعقد کرتے، جنوبی ایشیا کے لوگ پرندے آزاد کرتے، لیکن یہ ابتدائی بات تھی، انیسویں صدی کے شروع کی بات ہے کہ برطانیہ کی رائل نیوی کے جوانوں کا زیادہ حصہ تھکا دینے والے بحری سفروں میں گزرتا، تو وہ لوگ اپنی بوریت دور کرنے کیلئے جہازوں کے اندر اپنی دلچسپی کا سامان پیدا کرتے رہتے، کبھی ایک دوسرے کی سالگرہ مناتے، کبھی کتوں بلیوں اور گھوڑوں کی سالگرہیں کرتے، ویک اینڈ مناتے، ایسٹر اور کرسمس کا اہتمام کرتے، انہیں تقریبات کے دوران شیطان نے ایک نیا آئیڈیا ان کے ذہن میں ڈالا کہ نئے سال کی آمد پر بھی خوب تفریح ہونی چاہیئے، لہٰذا اس سال ۳۱ دسمبر کو سب ایک جگہ اکٹھے ہوئے، رات دس بجے کے بعد خوب شراب پی، رقص کیا اور ٹھیک بارہ بج کر ایک منٹ پر ایک دوسرے کو جام پیش کیا اور نئے سال کی مبارکباد دی، یہ نیو ائیر نائٹ کا آغاز تھا، پھر رفتہ رفتہ اس وقت بتیاں گل کر کے حیا سوز افعال کا ارتکاب کر کے مبارکبادی جانے لگی، آہستہ آہستہ یہ رسم ایک جہاز سے دوسرے جہازوں تک، پھر وہاں سے ساحل پر، اور پھر پوری دنیا اس بے حیائی اور فحاشی کی رسم میں رنگ گئی، اور بڑے بڑے شہروں میں فحاشی اور عریانی سے بھرپور تقریبات کا انعقاد ہونے لگا۔

نیو ائیر کی تقریبات نے پوری دنیا کی ثقافت پر گہرے اثر چھوڑے، اس کی فحاشی عریانی اور بے حجابی کے جراثیم آہستہ آہستہ نوجوان نسل کی اخلاقیات کو چاٹ رہے ہیں، جس سے بے حیائی، آوارگی اور جنسی بے راہ روی عام ہو رہی ہے۔

ہمارے ملک پاکستان میں بھی یا تو نوجوان اپنے من پسند جوڑے لیکر فائیو اسٹار ہوٹلوں میں اپنے ایمان کو برباد کرتے ہیں، اور جو وہاں نہیں جا سکتے تو سڑکوں، چوراہوں اور چوکوں پر آتش بازی، فائرنگ اور دیگر ایمان شکن اور حیا سوز افعال کے ساتھ نئے سال کا استقبال کرتے ہیں، جس میں درجنوں مرتے ہیں، اور سینکڑوں زخمی ہو جاتے ہیں۔

اسلام نے تو جو کام جائز اور مباح ہیں ان میں بھی غیروں کے ساتھ مشابہت کو ناجائز قرار دیا ہے، تو پھر شرعًا عرفًا اور عقلًا جو رسم ناجائز اور حرام ہو اس میں مشابہت مسلمان کیلئے کیسے درست ہو سکتی ہے ؟!

لہٰذا نیو ائیر منانا، اس پر ایک دوسرے کو مبارکباد دینا، دوست احباب کو کارڈ بھجوانا سب ناجائز ہے، اگر کوئی دوست کارڈ بھجوا بھی دے تو اسے واپس کرنا ایمان کا تقاضا ہے ۔

اسلامی سال نو کی مبارکباد دینا

اسلامی سال نو کی مبارکباد اور اس میں مبارکبادی کے کارڈ کی رسم بھی بظاہر نیو ائیر ہی کا چربہ معلوم ہوتی ہے، لہٰذا اس بھی اجتناب کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے تکوینی طور پر اسلامی سال کا آغاز اور اس کی انتہا دا دینے اعلانِ کبریائی پر کردی ہے، جب "ذی الحجہ" کا سورج غروب ہوکر "محرم الحرام" کے آغاز کی خبر دیتا ہے تو مؤذن نغمۂ الٰہی سنا کر مسلمانوں کو متنبہ کرتا ہے کہ حاکمیت صرف مسلمانوں کے معبود ہی کے لئے ہے، اور کامیابی صرف اور صرف اللہ رب العزۃ کی اطاعت اور اس کے پیارے اور محبوب رسول سیدنا محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک طریقوں پر چلنے میں ہے نہ کہ غیروں کی نقل اور پیروی کرنے میں ۔

۲۔ کرسمس ڈے

چوتھی صدی عیسوی تک دنیا میں کرسمس کا نام و نشان تک نہ تھا، چوتھی صدی کے شروع میں روم کے ایک پادری نے ایک مشعل فروخت کرنے والے سرمایہ دار کے ساتھ ساز باز کرکے اُس کے کاروبار کو وسعت دینے کیلئے 25 دسمبر 336ء کو گرجا گھر میں موم بتیاں جلاکر لوگوں سے مخصوص طریقہ پر دُعا کروائی، اور پہلا کرسمس ڈے منایا، اور پھر اس دن سے موم بتیاں جلانے کا رواج چل پڑا۔

پھر لوگ اس دن اچھے اچھے کھانے بنانے اور گرجا گھروں میں جاکر مذہبی گیت گانے کا بھی اہتمام کرنے لگے، پھر رفتہ رفتہ یہ رسم دوسرے علاقوں میں پہنچی، جرمنوں نے اس دن ایک نئی رسم یہ ایجاد کی کہ وہ اس دن حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم علیہما السلام کا پورا واقعہ نعوذ باللہ ڈرامے کی شکل میں پیش کرتے تھے، اسٹیج پر ایک مصنوعی درخت لگایا جاتا جسے حضرت مریم علیہا السلام کا ساتھی بناکر پیش کیا جاتا کہ وہ اپنی ساری تنہائی اس کے پاس بیٹھ کر گزار دیتیں، یوں کرسمس ٹری وجود میں آیا، اس کے ساتھ ساتھ کرسمس کارڈوں کی بدعت بھی ایجاد ہوئی، اور کرسمس ٹری بناکر اس میں بلب اور چھوٹی لائٹس نصب کی جانے لگیں، اور اس طرح

Scanned by CamScanner

کرسمس ٹری اور کرسمس کارڈ تجارتی کمپنیوں کیلئے ایک نفع بخش کاروبار کی حیثیت اختیار کر گئے۔

یہ تہوار شروع میں تو صرف مذہبی تھا، پھر اس میں موسیقی آئی، پھر ڈانس اور آخر میں شراب، شراب داخل ہونے کی دیر تھی کہ یہ تہوار عیاشی کی شکل اختیار کر گیا، اسی کا نتیجہ ہے کہ کرسمس کے دن لڑائی جھگڑے، آبرو ریزی و زیادتی اور قتل و غارت کے ریکارڈ ساز کیسز وجود میں آتے ہیں۔

چونکہ 25 دسمبر کا حضرت عیسی علیہ السلام کی تاریخ پیدائش ہونا مشکوک ہے، پھر ساڑھے تین سو عیسوی سالوں تک اس کا نام و نشان نہیں ملتا، نیز شراب نوشی اور کرسمس ٹری کی رسم کی عیسائی مذہب میں کوئی گنجائش نہیں، اسلئے عیسائیوں کا ایک طبقہ بھی کرسمس ڈے منانے کو پسند نہیں کرتا، لیکن افسوس کا مقام ہے ہمارے سادہ لوح مسلمان مغرب کی اندھی تقلید میں اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔

مسلمانوں کیلئے کرسمس ڈے منانا، اور اس میں دوست واحباب کو کارڈ بھجوانا نیوائیر رسم سے زیادہ قبیح اور ناجائز ہے، موجودہ صورت میں کرسمس کا تہوار تو عیسائی مذہب کے بھی خلاف ہے، نیز اخلاق و تہذیب بھی اسے نہیں مانتے تو مسلم حکمرانوں اور حکومت کے اعلی عہدیداران کا کرسچن عوام کو مبارکباد دینا کیا معنی رکھتا ہے؟ اگر کرسمس اُن کے مذہب میں درست بھی ہو تو تب بھی انہیں مبارکباد دینے کی ضرورت نہیں۔

۳۔ برتھ ڈے منانا

برتھ ڈے منانا بھی عیسائیت ہی کی رہونِ منت ہے، قدیم ثقافت میں یہ عقیدہ تھا کہ انسانوں کے پیدائشی دن (Birth day) میں شیطانی بدروحیں حاضر ہوتی ہیں، اس لئے اس دن خوب ہلا گلا اور شور شرابا ہو تاکہ یہ بدروحیں بھاگ جائیں، لہٰذا اس دن گھر والے جمع ہوتے، کھانوں کا انتظام کرتے، اور خوب شور مچاتے، رفتہ رفتہ اس میں ترقی ہوئی اور تحفے تحائف پیش کرنا اور مہمانوں کو بلانا باعثِ عزت و افتخار سمجھا جانے لگا، پھول، گفٹس، تقریبات یہ سب کچھ مرورِ زمانہ کے ساتھ رواج پانے لگا، پھر کیک کاٹنے اور اس پر شمع روشن کرنے کی رسم بھی شروع ہوگئی، شمع روشن کرنے کے بارے میں بعض کا خیال یہ ہے کہ یہ اس عقیدے کی بناء پر روشن کی جاتی کہ آسمان کا دیوتا اس کی وجہ سے برکت نازل کرتا ہے، اور پھر شمعوں کو پھونک مار کر بجھانے کی بدعت شروع ہوئی، اور یہ عقیدہ رکھا جاتا کہ ایک ہی سانس میں ساری شمعوں کو بجھانا اچھی قسمت لاتا ہے۔
کرسمس ڈے بھی اسی برتھ ڈے کی ایک شکل ہے۔

Scanned by CamScanner

اس رسمِ بد کی بھی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں، برتھ ڈے منانا، اس پر تحفے تحائف دینا اور لینا سب خلافِ شریعت اور ناجائز ہے۔

٤۔ ویلنٹائن ڈے

ویلنٹائن ڈے کی ابتداء سے متعلق بہت سی باتیں مشہور ہیں، انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا کے مطابق اس دن کا تعلق قدیم بُت پرستوں (رومیوں) کے ایک دیوتا کے مشرکانہ تہوار سے ہے، یہ تہوار ہر سال فروری کے وسط میں منایا جاتا تھا، اس تہوار میں کنواری لڑکیاں محبت کے خطوط لکھ کر ایک بہت بڑے گلدان میں ڈال دیتی تھیں، اس کے بعد محبت کی اس لاٹری میں سے روم کے نوجوان لڑکے اُن لڑکیوں کا انتخاب کرتے جن کے نام کا خط لاٹری میں اُن کے ہاتھ آیا ہوتا، پھر وہ نوجوان لڑکے لڑکیاں شادی سے پہلے ہم آہنگی پیدا کرنے کیلئے ملاقاتیں کرتے، ویبسٹرز فیملی انسائیکلوپیڈیا کے مطابق عیسائیت کے مذہبی رہنماؤں نے اس مشہور بُت پرستانہ رسم کو ختم کرنے کے بجائے اسے عیسائی لبادہ اوڑھانے کیلئے ایک پادری "سینٹ ویلنٹائن" کے تہوار میں بدل دیا۔

"سینٹ ویلنٹائن" وہ پادری ہے جسے "شاہ کلاڈیس" نے اس جرم میں قتل کروا دیا تھا کہ وہ ایسے فوجیوں کی خفیہ طور پر شادیاں کروایا کرتا تھا، جنہیں شادیوں کی اجازت نہ تھی، سزا کے دوران قید کے زمانہ میں ویلنٹائن جیلر کی اندھی بیٹی پر عاشق ہوگیا، سزا پر عملدر آمد سے پہلے اپنی محبوبہ کو آخری خط لکھا، جس کے آخر میں دستخط کے طور پر "فرام یور ویلنٹائن" تحریر کیا، یہ طریقہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ رواج پاگیا۔

بعض لوگ اس دن کو رومیوں کے محبت کے دیوتا "کیوپڈ" سے متعلق سمجھتے ہیں، اس کے بارے میں عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ لوگوں کے دلوں میں تیر مار کر انہیں عشق میں مبتلا کرتا ہے، اُن کا یہ بھی خیال ہے کہ اس کی ماں (محبت کی دیوی "Venus") کا پسندیدہ پھول گلاب ہے۔

پاکستان میں بھی اس بیماری نے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے، 14 فروری کو سرخ کپڑے پہننا، ویلنٹائن کارڈ، دل، سرخ گلاب اور چاکلیٹس کے تحائف بھیجنا عام بات ہوتی جا رہی ہے، پاکستانی میڈیا، کیبل، ڈش اور انٹرنیٹ اس کے فروغ میں ملوث ہے، کالج اور یونیورسٹیاں حتیٰ کہ بعض اسکول بھی اس موقع پر مخلوط پارٹیوں کا انتظام کرواتے ہیں، عشق و محبت کی اس دوڑ میں اپنے مذہب، تہذیب اور اخلاقیات کو بالائے طاق رکھ دیا جاتا ہے۔

اسلام دینِ فطرت ہے، محبت انسانی فطرت کا تقاضا ہے، اسی لئے اسلام نے محبت کرنے سے روکا نہیں، البتہ اس کی حدود و قیود بتائی ہیں، اور اس کے طریقے بتائے ہیں، محبت اللہ اور اس کے رسول سے ہو، اور اُن کے ارشادات کے تحت والد، والدہ، بھائیوں بہنوں، بیوی، اولاد اور نیک لوگوں سے ہو، اسلامی تعلیمات کے ہوتے ہوئے غیروں کی نقل کرنا مسلمان کو زیب نہیں دیتا، ویلنٹائن ڈے کا تعلق مشرکانہ اور بُت پرستانہ

Scanned by CamScanner

عقیدہ کے ساتھ ہونے کے علاوہ فحاشی، عریانی اور جنس و موسیقی کے ساتھ ہے، جس کے ناجائز ہونے میں کوئی تردد نہیں، لہٰذا ویلنٹائن ڈے منانا اور اس پر تحائف وغیرہ بھجوانا، مخصوص کپڑے پہننا جائز نہیں، "ویلنٹائن ڈے" منانے والے اللہ کی ناراضگی کو مول رہے ہیں، اور بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کر رہے ہیں۔

٥ — اپریل فول

یکم اپریل کو مغرب کی بے سوچے سمجھے تقلید کے شوق میں جھوٹ بول کر کسی کو دھوکہ دینا، اور دھوکہ دیکر اسے پریشان کرنا اور بیوقوف بنانا نہ صرف جائز بلکہ بہت بڑا کمال اور لائقِ تحسین سمجھا جاتا ہے، یہ بیہودہ رسم "اپریل فول" کے نام سے مشہور ہے۔

سولہویں صدی عیسوی تک سال کا آغاز جنوری کے بجائے اپریل سے ہوا کرتا تھا، اس مہینے کو رومی لوگ اپنی دیوی "وینس" (Venus) کی طرف منسوب کر کے مقدس سمجھا کرتے تھے، اس دن جشنِ مسرت مناتے، اور ہنسی مذاق کرتے، رفتہ رفتہ یہی ہنسی مذاق اپریل فول کی شکل اختیار کر گیا۔

بعض نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ ۲۱/ مارچ سے موسم میں تبدیلیاں آنا شروع ہوتی ہیں، ان تبدیلیوں کو بعض لوگوں نے اس طرح تعبیر کیا کہ (معاذاللہ) قدرت ہمارے ساتھ مذاق کر کے ہمیں بے وقوف بنا رہی ہے، لہٰذا لوگوں نے بھی اس زمانے میں ایک دوسرے کو بے وقوف بنانا شروع کر دیا۔

ایک بات یہ بھی کہی گئی ہے کہ یکم اپریل وہ تاریخ ہے جس میں یہودیوں اور رومیوں کی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تمسخر اور استہزاء کا نشانہ بنایا گیا، موجودہ نام نہاد انجیلوں میں بھی اس واقعہ کی تفصیلات موجود ہیں، اپریل فول کی رسم کا منشا (نعوذباللہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تضحیک ہے، جو شاید یہودیوں کی طرف سے اُن کی اذیت یاد دلانے کیلئے مقرر کی گئی ہے۔

بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ یکم جنوری سے سال شروع ہونے کے باوجود جو لوگ یکم اپریل کو سال منانے کا اہتمام کرتے تھے، انہیں تماشہ بناتے ہوئے اُن سے دل لگی کے طور پر بے وقوف بنایا جانے لگا، اور مختلف طریقوں سے جھوٹ بول کر انہیں تنگ کیا جانے لگا، اور یوں اپریل فول کی ابتداء ہوئی۔

ایک وجہ یہ بھی ذکر کی گئی ہے کہ اس دن اسپین سے اسلامی خلافت کا مکمل طور پر خاتمہ ہوا، مسلمانوں کا جلد صفایا کرنے کیلئے عیسائیوں کے بادشاہ "فرڈیننڈ" نے یہ چال چلی کہ مسلمانوں میں یہ اعلان کیا کہ ہم مسلمانوں کیلئے ایک الگ اسلامی ریاست بسانا چاہتے ہیں، جہاں وہ آزادی سے رہ سکیں گے، مسلمان اس فریب میں آکر اکٹھے ہوئے، اس نے انہیں بحری جہاز میں روانہ کر دیا، اور پھر یہ جہاز اُس کے حکم پر غرق کر دیا گیا، اس پر عیسائی دنیا نے بہت خوشی کا اظہار کیا، اور یوں اپریل فول کی رسم مسلمانوں کے بے وقوف بنانے کو یاد دلانے کیلئے منائی جانے لگی۔

بہرصورت اس رسم کا تعلق کسی نہ کسی توہم پرستی، گستاخانہ نظریئے یا واقعے سے جڑا ہوا ہے، غیروں کی نقالی کے علاوہ یہ رسم مندرجہ ذیل گناہوں کا مجموعہ ہے:

۱- جھوٹ بولنا، ۲- دھوکہ دینا، ۳- دوسرے کو اذیت پہنچانا، بسا اوقات اس سے دوسرا شخص جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے، ۴- ایسے واقعے کی یاد منانا جس کی اصل توہم پرستی، تقدیر سے کفریہ مذاق، مسلمانوں کی تذلیل یا ایک جلیل القدر پیغمبر کے ساتھ گستاخانہ مذاق ہے، ۵- ایک کبیرہ گناہ کو حلال اور لائق تحسین سمجھا جاتا ہے، جس سے ایمان سلامت رہنا دشوار ہو جاتا ہے۔

اگر کسی نے اس قسم کا تہوار منا کر دوسروں کا جانی یا مالی نقصان کیا تو وہ عنداللہ اور عندالناس مجرم ہے، حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے شخص کو سخت سزا دے۔ اور جو لوگ اپریل فول کا شکار ہو کر صدمے کی وجہ سے انتقال کر جائیں تو وہ دنیا کے اعتبار سے تو شہید نہیں، آخرت میں ثواب شہادت کے مستحق ہونگے یا نہیں؟

تو علماء و فقہاء نے جو شہید اخروی کی اقسام ذکر کی ہیں، اُن میں صدمہ سے انتقال کرنے والوں کا ذکر نہیں ملا۔

۶- بسنت کا تہوار

بسنت ہندو دھرم کا مخصوص تہوار ہے، جو ہزاروں سال سے اُن کی عید کے طور پر معروف چلا آ رہا ہے، اس دن اِن کے ہاں طرح طرح کے کھانے پکا کر برہمنوں کو کھلائے جاتے تھے۔

مستند مؤرخ و ریاضی دان ابوریحان البیرونی کہتے ہیں:

"اسی مہینے (یعنی بیساکھ) میں استواءِ ربیعی ہوتا ہے، جس کا نام بسنت ہے، حساب سے اس وقت کا پتہ لگا کر اس دن عید کرتے اور برہمنوں کو کھلاتے ہیں"۔

بہار کے پہلے ہفتے جب کھیتوں میں سرسوں کے پیلے پھول لہرانے لگتے ہیں تو یہ لوگ زرد کپڑے پہنتے ہیں، پیلے چاول کھاتے ہیں، بھنگڑا ناچ ہوتا ہے، یہ تہوار منا کر اپنی دیوی "سرسوتی" اور دوسری دیویوں اور دیوتاؤں کو یہ لوگ خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر رکیک حملہ کیا، جس پر اسے گرفتار کر لیا گیا، قاضی نے جرم ثابت ہونے پر سزائے موت سنادی، "حقیقت رائے" پھانسی پاکر ہندوؤں کا مذہبی ہیرو بن گیا۔

ہندو اس گستاخ رسول کو خراجِ عقیدت پیش کرنا چاہتے تھے، مگر اسلامی حکومت میں کھل کر ایسا کرنا ان کیلئے ناممکن تھا، لہٰذا انہوں نے یہ تدبیر کی کہ اس کی سمادھی پر بسنت کا میلہ منانا شروع کر دیا، اور دہلی پتنگ بھی اسی کی سمادھی پر اڑائی گئی، اس لڑکے کو موت کی سزا اتفاق سے بسنت پنچمی کے دن دی گئی تھی، اس لئے کسی کو یہ شبہ بھی نہ گزرا کہ ہندو اس میلے کی آڑ میں کیا کرنا چاہتے ہیں؟

چنانچہ ان برہمنوں نے مسلمانوں کی سادہ لوحی سے فائدہ اٹھا کر توہینِ رسالت کی یادگار کے طور پر اسے جوش و خروش سے منانا شروع کر دیا، بلکہ اسے اتنا فروغ دیا کہ مسلمان بھی اس کی لپیٹ میں آگئے، اور پوری طرح اس جال میں پھنس گئے۔

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بات خوب واضح ہو جاتی ہے کہ:

★ بسنت ہندوؤں کا ایک مذہبی تہوار ہے، مسلمانوں کیلئے اس تہوار کو منانا، اس میں بسنتی کپڑے پہننا، بسنتی پکوان بنانا اور پتنگ اڑانا وغیرہ سب خلافِ شریعت اور ناجائز ہے۔

★ مسلمانوں کو سوچنا چاہیئے کہ بسنت کا نام نہاد تہوار بہت سے مفاسد، گناہوں، جانی و مالی نقصانات اور ناگفتنی باتوں پر مشتمل ہونے کے ساتھ ساتھ ایک گستاخِ رسول کی یادگار کے طور پر منایا جاتا ہے، سردارِ دوجہاں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اور جگر گوشۂ رسول حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخی کرنے والے ناپاک کھتری لونڈے کی یاد میں ماحول پر زردی پھیلا کر خود کو شفاعتِ نبوی سے محروم کر رہے ہیں!!!۔

★ پتنگ اڑانا تو ویسے بھی فضول خرچی، شیطانی کام، آلۂ علم کی بے حرمتی، دوسروں کو اذیت، بے حجابی کے ذریعے، مال و جان کے ضیاع کے اندیشہ اور دیگر بہت سے مفاسد کی بناء پر ناجائز ہے، اور پھر بسنت پر پتنگ اڑانا اس کی قباحت میں مزید اضافہ کر دیتا ہے۔

★ بسنت مناتے ہوئے جو افراد انتقال کر جائیں تو اُن کے بارے میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ وہ اللہ رب العزت کی نافرمانی کرتے ہوئے اس دنیا سے چلے گئے۔

بسنت منانے والوں کو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا یہ قول بھی پیشِ نظر رکھنا چاہیئے کہ انہوں نے فرمایا کہ: "اگر غیروں کی نقالی میں ان کا تہوار مناتے ہوئے کوئی انتقال کر گیا تو قیامت کے روز انہی میں سے اٹھایا جائے گا"۔

اب ہمیں سوچنا چاہیئے کہ ہم گستاخانِ رسول کی صف میں کھڑا ہونا پسند کرتے ہیں یا ہمیں اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت مطلوب ہے؟!

Scanned by CamScanner

★ بسنت منانے والوں کی وجہ سے دیگر بے گناہ افراد جو ایکسیڈنٹ یا کرنٹ سے جل کر مر جائیں تو انہیں شہیدوں کا ثواب ملے گا، اور جو ڈور کا شکار ہو کر مرا اسے اخروی شہادت نصیب ہوگی یا نہیں؟

تو امید ہے کہ اس ناگہانی اور سخت موت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسے ثواب سے محروم نہیں کرینگے، ولایصح الجزم فیہ إلّا بنصٍ صریحٍ، ولم یُوجد۔

★ اگر بسنت منانے والے کی وجہ سے یہ حادثہ پیش آیا کہ اس کی ڈور سے کسی کی گردن کٹ گئی، تو اوّل تو بسنت منانے والا بے احتیاطی کی وجہ سے بہت سخت گنہگار ہوگا، اس پر توبہ و استغفار لازم ہے، دوم اس پر کفارہ لازم ہے یعنی اعتاق رقبۂ مؤمنہ، اس کی قدرت نہ ہو تو دو ماہ کے مسلسل روزے، اور سوم اس کے عاقلہ پر دیت لازم ہوگی۔

★ بسنت کی سرپرستی کرنا بھی ناجائز ہے، ایمان کا تقاضا تو یہ ہے کہ اُن کی سرپرستی کے بجائے حوصلہ شکنی کی جائے اور اس غلط رسم کا سدِّ باب کیا جائے۔

★ بسنت ایک فضول اور غیر اسلامی تہوار ہے، سالہا سال سے اسلام کے نام پر بنائے جانے والے ملک میں سرکاری سطح پر منایا جا رہا ہے، جبکہ شرعاً ممنوع ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے دنیوی نقصانات اتنے زیادہ ہیں کہ کوئی ادنیٰ شعور رکھنے والا اسے درست نہیں کہہ سکتا، اس تہوار میں بے شمار بحرانوں سے دوچار اس ملک کے عوام ہزاروں لاکھوں روپے اس رسم کی بھینٹ چڑھا دیتے ہیں، چھتوں سے گر کر، اور فائرنگ کی زد میں آ کر کس قدر قیمتی جانیں ضائع ہوتی ہیں؟! بلکہ اب تو ہوٹلوں میں غیر ملکیوں کے ساتھ مخلوط اجتماعات بھی ہو رہے ہیں، جو ہمارے ملک میں فحاشی اور عریانی کے فروغ کا سبب ہیں، اور اس طرح یہ تہوار ہماری اخلاقی اقدار کو بھی پامال کر رہا ہے۔

اس اجتماعی حرام فعل پر حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ پابندی لگائے، اور والدین پر بھی فرض ہے کہ وہ اپنی اولاد کو اس شیطانی کام سے روکیں، اور علمائے کرام اور اہلِ قلم حضرات اس رسمِ بد کے خلاف آواز اٹھائیں، اور عوام کو اس مہلک رسم سے بچانے کی پوری کوشش کریں،

ورنہ انجانے میں مسلمان "محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم" کے جہنمی گستاخ کی یاد میں یہ تہوار بڑے زور و شور سے مناتے رہیں گے۔

اسلام دینِ فطرت ہے

آخر میں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ اسلام دینِ فطرت ہے، اس میں فطرت کے تقاضوں کو دبایا نہیں گیا، بلکہ جائز حدود میں رہتے ہوئے اُن کی

Scanned by CamScanner

حوصلہ افزائی کی گئی ہے، ایسی تفریح جس سے روح کو فرحت، جسم کو صحت اور طاقت
طبیعت میں نشاط و چستی اور میدانِ جہاد میں مہارت پیدا ہوتی ہو وہ صرف
جائز ہی نہیں بلکہ شرعاً مطلوب بھی ہے، اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھڑ دوڑ
تلوار بازی اور تیر اندازی کی ترغیب دیا کرتے تھے،
لیکن جن کھیلوں میں شریعت کے تقاضوں اور حد بندیوں کو پامال کیا جائے
یا اُن کا کوئی مقصد ہی نہ ہو، محض وقت گزاری کیلئے کھیلا جائے تو شریعت ان کی
اجازت نہیں دیتی، اسلام تنگ دلی، مایوسی اور رہبانیت کا مذہب نہیں ہے
اس میں انسان کے جائز طبعی تقاضوں کی تکمیل کا پورا پورا لحاظ رکھا گیا ہے،
اسلام میں انسانی جذبات کے اظہار کے مواقع بھی ہیں، اور خوشی کے تہوار بھی،
لیکن جو کچھ بھی ہے اس کے کچھ اصول اور ضوابط ہیں، اسلام مسلمان کو بے لگام
نہیں چھوڑتا کہ وہ تفریحِ طبع کے نام پر جس وادی میں چاہے منہ مارے،
لہٰذا ایسی مکمل اور جامع تعلیمات کے ہوتے ہوئے مسلمان نسل کو یہ زیب نہیں
دیتا کہ وہ غیروں کی تہذیب اور اطوار کی نقل کریں، اور ان کے تہواروں کو
منائیں، زندہ قومیں دوسری اقوام سے تہوار مستعار نہیں لیا کرتیں ——— فقط

واللہ أعلم بالصواب وعلمہ أتم وأحکم

کتبہ: سید عطاء الرحمٰن
المتخصص فی الفقہ الإسلامی
بالجامعۃ الفاروقیۃ بکراتشی
۱۳ / ۲ / ۱٤۲۹ھ

الجواب صحیح

الجواب صحیح
۱۷/۲/۲۹ھ